ماتم

برہمی بزمِ جہاں میں ہے عداوت کے سبب

درحال

حضرت علیؑ اکبر

بند-۱۰۸

www.emarsiya.com

مرثیہ

برہمی بزمِ جہاں میں ہے عداوت کے سبب

برہمی بزمِ جہاں میں ہے عداوت کے سبب ہے غلامی میں ہر اک ترکِ عبادت کے سبب
۱
جہل کے زور سے پیدا ہیں ہلاکت کے سبب مدعی علم کا ہر اک ہے جہالت کے سبب
زندگی موت ہے ہر عاقل و دانہ کے لئے
ہے حسد وجہ نفاق اہلِ زمانہ کے لئے

ہے غضب درد کو یہ لوگ دوا سمجھے ہیں جس کو کہتے ہیں فنا اُس کو بقا سمجھے ہیں
۲
ناسمجھ دین کو دنیا سے جدا سمجھے ہیں کیا قیامت ہے ضرورت کو خدا سمجھے ہیں
کام سے کام ہے پابندیٔ ملّت کیسی
بندگی اب تو غرض کی ہے عبادت کیسی

پہلے جو تھی صفتِ وعدہ وفائی نہ رہی اعتبار اب رہے کیا صدق سرائی نہ رہی
۳
چھا گئی گردِ حسد دل کی صفائی نہ رہی کی ریا سے تو بھلائی بھی بھلائی نہ رہی
رنگ و خو بو میں تغیر ہوا طینت بدلی
زور و طاقت میں کمی آ گئی صورت بدلی

کی تھی قائم جو بزرگوں نے اخوت نہ رہی بڑھی نفسانیت آپس میں محبّت نہ رہی
۴
قبضہ میں حرص کے آجانے سے دولت نہ رہی آخر ایسے ہوئے بے زور شجاعت نہ رہی
روزِ اوّل سے طریقہ تھا مساوات اپنا
مذہبی فرض تھا یہ ترکِ موالات اپنا

www.emarsiya.com

علماء سے ہے تنفر ملے کیونکر رہِ راست
خد تو چلتے ہیں وہ راہ جو کہ نہیں راہِ راست
سیکھی ہے دوسروں کی ساری نشست و برخاست ﴿۵﴾
پھر بھی دو ساتھ ہمارا یہ ہے ہر دم درخواست
سونچو وہ ہاتھ میں کیوں ہاتھ نہیں دیتے ہیں
مصلحت کچھ تو ہے جو ساتھ نہیں دیتے ہیں

تم کو لازم ہے کرا دو انھیں باور اتنا
آپ کے حکم پہ سب قوم کی جانیں ہیں فدا
پیروی آپ کی اپنا ہے فریضہ اعلیٰ ﴿۶﴾
دیکھو پھر دین کے ہر کام میں اقدام اُن کا
پیروِ احمدؐ و حیدرؑ بھی کہیں بھاگے ہیں
وقتِ مشکل میں وہ تم سب سے کہیں آگے ہیں

ہاں وہ عالم کہ درست اُن کا نہیں کوئی عمل
آج ہے اُن سے کوئی کام ہمیں اور نہ کل
جہلاء اُن سے ہیں بہتر چلی آتی ہے مثل ﴿۷﴾
مانا اک بازوئے اسلام سہی وہ پر شل
وہ کسی معرکہ میں دین کے کب جائیں گے
وہ فقط بارِ خطابات سے دب جائیں گے

اب بھی پورا ہو اگر شرع محمدؐ پہ عمل
ہم میں آجائیں وہ اوصاف جو حاصل تھے کل
مِل کے سب تھام لیں اِس قوم کا گر بازو شل ﴿۸﴾
پھر وہی جوشِ شجاعت ہو وہی ہو کس بل
اس طریقہ سے جو یکجا کریں قوّت اپنی
دست بوسی کرے خود بڑھ کے شجاعت اپنی

تو سہی دہر کے سب خودسروں کے سر جھک جائیں
صاحبِ تاج جھکیں صاحبِ لشکر جھک جائیں
جو شہنشاہ ہوں وہ صورتِ چاکر جھک جائیں ﴿۹﴾
صاحبِ رتبۂ جمشید و سکندر جھک جائیں
رعب و داب اپنا جو کل تھا وہ پھر آج اپنا ہو
شاہی اپنی ہی زمانہ میں ہو راج اپنا ہو

www.emarsiya.com

ہم وہی ہیں کہ کیا سرکشوں کو دہر کے زیر | مثل روباہ دبکتے تھے سدا ہم سے شیر
فوجیں پسپا ہوئیں جب کھینچ لی ہم نے شمشیر | فتح ہر معرکہ میں پائی، ہوئی کچھ نہ دیر

﴿۱۰﴾

سہل سے مرحبِ مغرور کا بھی سر توڑا
ایک ہی حملہ میں ہم نے درِ خیبر توڑا

ایک لاکھوں سے لڑا دادِ شجاعت لے لی | حلم کے زور سے دُنیا کی حکومت لے لی
حرص کو چھوڑ دیا دین کی دولت لے لی | نفس کو بیچ کے معبود سے قیمت لے لی

﴿۱۱﴾

جان دینے کو رہِ حق میں جو تیّار ہوئے
جنّت و نار کے بھی مالک و مختار ہوئے

جز خدا ایک سے عالم میں کبھی ہم نہ ڈرے | دین پر آنچ نہ آئے اِسی مطلب پہ مرے
ناوکِ خوف کبھی ترکشِ دل میں نہ بھرے | جاں نثاری کوئی عالم میں ہماری سی کرے

﴿۱۲﴾

یوں نمازیں پڑھیں، قرآں نے نمازی مانا
یوں لڑے خالقِ قیوم نے غازی مانا

آج کیا بات ہے کیوں جوش شجاعت کا نہیں | حشر برپا ہے تزلزل میں ہیں افلاک وزمیں
وجہ بس یہ ہے کہ ہم میں نہیں اب قوّتِ دیں | اب وہ جرأت نہ رہی خوف ہے ہر دل میں مکیں

﴿۱۳﴾

آج باقی اگر اسلام کی غیرت ہوتی
جوش سے مومنوں کے ایک قیامت ہوتی

ہے غضب فاطمہؑ کی قبر مٹے ہم دیکھیں | سنگِ اسود درِ کعبہ سے چھٹے ہم دیکھیں
حیف ہے دین کی سرکار لٹے ہم دیکھیں | آہ اسلام کی توقیر گھٹے ہم دیکھیں

﴿۱۴﴾

بد دعا کر کے فقط قلب کی تسکین ہوئی
آہ ہم زندہ رہے اور یہ توہین ہوئی

www.emarsiya.com

ہمتیں دشمنوں کی کیوں نہ بڑھیں ہو جو یہ حال ﴿۱۵﴾ کربلا اور نجف پر بھی نہ آجائے زوال
آگے انجام میں کیا ہونا ہے دوڑاؤ خیال کیا عجب روضۂ محبوبِ خداؐ ہو پامال
بھائیو دشمنوں کا وار نہ چل جائے کہیں
خانۂ کعبہ نہ قبضہ سے نکل جائے کہیں

ہے بہت غور کی جا فرض ہمارا کیا ہے ﴿۱۶﴾ صرف رو لینے سے چلانے سے ہوتا کیا ہے
دین پر بن گئی جب مال کی پروا کیا ہے جان دینے پہ ہیں تیّار تو ڈرنا کیا ہے
مصلحت سے دبے - تو جوشِ محبّت کیسا
کارِ اسلام ہے تو خوفِ حکومت کیسا

کیا تمھیں یاد نہیں معرکۂ دشتِ بلا ﴿۱۷﴾ دینِ اسلام زمانہ سے مٹا جاتا تھا
جان پر کھیل گئے شاہِ زمن کے رفقاء جا کے میدان میں ایک ایک ہزاروں سے لڑا
خون میں تیغ و تبر شوق سے کھا کر مانے
کشتیِٔ دین محمدؐ کو بچا کر مانے

تم کو بھی الفتِ شبیرؑ کا دعویٰ ہے اگر ﴿۱۸﴾ وہ کرو کارِ نمایاں کہ ہو عالم ششدر
جوشِ الفت کا بڑھانا ہے مجھے مدِّ نظر اب بیاں کرتا ہوں کچھ حالتِ شاہِ صفدر
دل بڑھے زور بڑھے جرأت و ہمت بڑھ جائے
جس کو سُن کے تمھیں جوشِ شجاعت بڑھ جائے

کربلا میں دل و جانِ شہ مرداں آیا ﴿۱۹﴾ بیچ کر جان پئے نصرتِ ایماں آیا
کچھ نئی شان سے وہ بے سروساماں آیا بخششِ امتِ عاصی کا وہ خواہاں آیا
کوئی ساماں نہیں انصار بھی کم ساتھ میں ہیں
سب سے بڑھ کے تو یہ ہے اہلِ حرم ساتھ میں ہیں

www.emarsiya.com

۲۰
جنگ کا قصد نہیں، ہوتا ہے یہ صاف عیاں
ساتھ کچھ طفل ہیں کچھ پیر ہیں تھوڑے ہیں جواں
حمدِ معبودِ حقیقی میں ہے مصروف زباں
کارِ تبلیغ ہے منظور یہ ہے شہہ کا بیاں
دین کے مٹنے کے آثار جو سب پائے ہیں
اہل کوفہ کے بلانے سے چلے آئے ہیں

۲۱
مجھ کو بیکار ہی گھیرے ہوئے ہے فوجِ یزید
بوند پانی نہ ملے شاہ کو یہ ہے تاکید
پند سے کام چلا اور نہ نصیحت ہے مفید
صلح شہؑ چاہتے ہیں مانتے پر کب ہیں پلید
پاس احمدؐ کا نہیں دشمنِ ایماں سب ہیں
بیعتِ حاکم غدّار کے خواہاں سب ہیں

۲۲
شہ جو کہتے ہیں کرو پاس خدائے برتر
سبکے سب کہتے ہیں ہم لوگ ہیں سب بندۂ زر
آپ جب کہتے ہیں انجام پہ بھی کچھ ہے نظر
حشر کی دے گئے ہیں بانیٔ اسلام خبر
کہتے ہیں عیش سے گزرے تو مآل اچھا ہے
دل کے بہلانے کو ورنہ یہ خیال اچھا ہے

۲۳
سنتا ہے یہ سخنِ کفر جو وہ عاشقِ رب
ختم حجّت کے لئے روک کے کہتا ہے غضب
زر وہ زر ظلم پہ آمادہ ہو تم جس کے سبب
سخت دھوکے میں ہو تم لوگوں کے ہاتھ آئے گا کب
قتل کر کے مجھے سچ کہتا ہوں پچھتاؤ گے
دین و دنیا میں ہلاکت ہی فقط پاؤ گے

۲۴
اِس کا بھی جب نظر آتا نہیں کچھ شہ کو مآل
سرخ ہو جاتا ہے منہ آتا ہے اس درجہ جلال
دفعتاً آتا ہے کیا جانئے کیا دل میں خیال
پڑھ کے لاحول یہ فرماتا ہے زہراؑ کا لال
ہو ہلاک امّتِ جد کب یہ بھلا منشا ہے
پر بجز جنگ و جدل کے ہمیں چارا کیا ہے

www.emarsiya.com

آٹھ دن تک یوں ہی سمجھایا کیئے شاہِ ہدا — کیا قیامت ہے لعینوں پہ اثر کچھ نہ ہوا
(۲۵)
دہمِ ماہِ محرّم کو ہوا حشر بپا — تیروں کا منہ سپہ شاہ امم پر برسا
شاہِ مظلوم سے مرنے کی رضا پانے لگے
سب عزیز و رفقا بہرِ وغا جانے لگے

کٹ چکے دستِ علمدار بھی جب دریا پر — عازمِ جنگ ہوا شاہِ دو عالم کا پسر
(۲۶)
لائے خدام جو رہوار بصد کرّوفر — کہہ کے یا شیرِ خدا پُشت پر آئے اکبرؑ
گلشنِ قوّت و زور آ کے خزاں لوٹ گئی
جھک کے تسلیم جو کی شہؑ کی کمر ٹوٹ گئی

باگ لی ہاتھ میں تھرانے لگا شہؑ کا بدن — بڑھا گھوڑے کا قدم گر پڑے سلطانِ زمن
(۲۷)
رخ پسر کا جو ہوا جانبِ فوجِ دشمن — اور تاریک ہوئی شاہ کی چشمِ روشن
غم بڑھا زخمِ دلِ زار ہوا دینے لگے
ہو کے بیتاب پسر کو یہ صدا دینے لگے

علی اکبرؑ مجھے اس غم سے چھڑاتے جاؤ — اپنی صورت مجھے پھر پھر کے دکھاتے جاؤ
(۲۸)
آنکھیں بے نور ہیں رستہ تو بتاتے جاؤ — مرنے جاتے ہو مری قبر بناتے جاؤ
پدرِ پیر سے کیونکر یہ الم اٹھے گا
اب گرا گر تو نہ یہ کشتۂ غم اٹھے گا

تھم کے اکبرؑ نے کیا عرض بطرزِ مرغوب — اے پدر آپ ہیں محبوبؐ خدا کے محبوب
(۲۹)
آپ آگاہ ہیں مشہور ہے صبرِ ایوبؑ — ہجرِ یوسفؑ میں بہت روئے جنابِ یعقوبؑ
امتحاں آپ کا سخت اُن سے کہیں آقا ہے
آپ تو اُف بھی نہ فرمایئے یہ زیبا ہے

www.emarsiya.com

شہ نے فرمایا کہ سچ کہتے ہو اے میرے جواں
کرو انصاف سنو یہ مرا پُر درد بیاں
ایک یعقوبؑ کا فرزند تھا آنکھوں سے نہاں
ملا ایوبؑ کو تم سا کوئی فرزند کہاں ﴿۳۰﴾
تم میں جو وصف ہے موجود یہی تھا اُن میں
سچ بتانا کوئی ہمشکل نبیؐ تھا اُن میں

پھر بھی یعقوبؑ نے آنکھوں کی بصارت کھوئی
گو کہ معبود نے فرمائی تھی خود دل جوئی
اس طرح روئے انھیں دیکھ کے دنیا روئی
جب میں جانوں سہے میری طرح ایذا کوئی ﴿۳۱﴾
میں نے اب صبر کیا ہاں سوئے اعداء جاؤ
یہ تقاضہ تو محبت کا تھا اچھا جاؤ

تو سہی اُف نہ کروں اور تمہیں جاتے دیکھوں
ہاتھ دل پر نہ دھروں برچھیاں کھاتے دیکھوں
نہ بہے اشک کوئی خوں میں نہاتے دیکھوں
مسکراؤں جو تمہیں جان گنواتے دیکھوں ﴿۳۲﴾
دل پہ ایوبؑ سے سو حصّہ سوا جبر کروں
مان لیں حضرتِ یعقوبؑ بھی وہ صبر کروں

دے چکا باپ کو تسکین جو وہ نیک سیر
باگ لی ہاتھ میں کی فوج پہ ایک تند نظر
جوش خوں کھانے لگا شیر کے بدلے تیور
غیظ میں کھول کے پھر باندھا کمر کو کس کر ﴿۳۳﴾
رخش کو ایڑ جو کی فتنۂ محشر دوڑا
ملک الموت سمیٹے ہوئے شہپر دوڑا

نئے انداز سے کچھ آپ کا رہوار چلا
درہمِ نقشِ قدم بانٹتا ہر بار چلا
بَن کے کفّار کی جانوں کا خریدار چلا
ملک الموت سے لیتا ہوا اقرار چلا ﴿۳۴﴾
تم کو کچھ دخل نہیں چاہے میں کچھ حال کروں
قبض روحیں کرو تم لاشیں میں پامال کروں

www.emarsiya.com

۳۵

یہ فرس برق سے ہے تیز قضا سے چالاک — خوف سے اِسکے ستمگر ہوئے جاتے ہیں ہلاک
نظر بد کا جو ڈر ہے یہ ہے ایسا بے باک — فلکِ پیر سے کہتا ہے تری آنکھوں میں خاک
آج اِس جھگڑے کو بھی پاک کیئے دیتا ہوں
کجروی کو تری میں خاک کیئے دیتا ہوں

۳۶

اِس کی رفتار میں اندازِ بلا خیزی ہے — شل ہو ہر تارِ نظر چال میں وہ تیزی ہے
ہے جو معشوق تو مغلوب دل آویزی ہے — راہ میں مصلحتاً یہ شرر انگیزی ہے
ہو کے خم کر جو رہا ہے وہ نظارا اُس کا
چرخِ کجرو کی طرف ہے یہ اشارا اُس کا

۳۷

چال سے اِسکی اڑے جاتے ہیں پریوں کے بھی ہوش — چاہتی ہے جو ہوا میں بھی چلوں دوش بدوش
غصّہ آجاتا ہے بڑھ جاتا ہے کچھ اور بھی جوش — برچھوں اڑ جاتا ہے اک آن میں یہ سرعت کوش
ہے عرب پاس ہے غیرت کا کچھ ایسا اُس کو
اُس کی گرمیٔ مزاج آپ ہے کوڑا اُس کو

۳۸

چشمِ معشوق سے چالاک نظر سے ہے تیز — دیکھ کے اُس کو ہوا راہ سے کرتی ہے گریز
راکب اِس کا اُسے بیکار کرے کیوں مہمیز — حرکت نبض کی کوڑا ہے اُسے وقتِ ستیز
حد سے بڑھ جاتی ہے تیزی جو یہ گرماتا ہے
دوڑ کے خون رگوں میں اُسے دوڑاتا ہے

۳۹

اس کی رفتار کی کیونکر نہ ہوں حوریں مشتاق — آتے ہی عہدِ جوانی ہوا ایسا مشّاق
اب مسافت اُسے افلاک کی ذرّہ نہیں شاق — شبِ معراج ابھی آئے تو یہ بن جائے براق
ابھی ہمشکلِ نبیؐ سے جو خدا بات کرے
یہ بھی فرفر اڑے رفرف سے ملاقات کرے

www.emarsiya.com

تیزرو لاکھ ہوا ہو پہ یہ انداز کہاں
چشمِ معشوق میں یہ حُسنِ خدا ساز کہاں
﴿۴۰﴾
فرسِ اکبرؑ مہرو کہاں شہباز کہاں
جب زمیں تک نہ قدم آئے تو آواز کہاں
کب یہ مخلوق کی صنعت ہے خدا ساز ہے یہ
کون قائل نہیں بے مثل ہوا باز ہے یہ

ہے عرب اصل نمایاں ہے شرافت اُسکی
کہ نہیں قابل انکار رفاقت اُسکی
﴿۴۱﴾
برق کو مات کیئے دیتی ہے سرعت اُسکی
حشر برپا کرے ادنیٰ ہے یہ قوّت اُسکی
شوق میدانِ وغا کا اُسے پر دیتا ہے
ہر قدم تازہ قیامت کی خبر دیتا ہے

اِس کا ہر نقشِ قدم چشمِ پری کا ہے گڑھا
چھینے دل، ناز دکھاتا جو یہ رہوار بڑھا
﴿۴۲﴾
دیکھنے والوں نے سو بار درود اُس پہ پڑھا
وہ سبک رو کہ دو عالم کی نگاہوں پہ چڑھا
نہ کوئی تارِ نظر ٹوٹے نہ یہ گرتا ہے
چشمِ مشتاق میں پتلی کی طرح پھرتا ہے

اسکی ٹاپوں کی صدا حشر کی دیتی ہے خبر
کانوں پر ہاتھ دھرے کہہ رہا ہے لشکرِ شر
﴿۴۳﴾
زلزلہ آنے کے آثار سب آتے ہیں نظر
آئے گی پاؤں کے نیچے سے زمیں اب سر پر
اُس کی ٹھوکر سے سبب کوئی جو پیدا ہوگا
ہے یقیں آج ہی عالم تہہ و بالا ہوگا

آمدِ اکبرؑ ذیجاہ جو ہے صحرا میں
اثرِ رعب سماتا نہیں اب دنیا میں
﴿۴۴﴾
اک تلاطم سا بپا ہے ملاء اعلیٰ میں
غل ہے افلاک کو مضبوط ملائک تھامیں
یہ دو عالم کو فنا کر دیں تعجب کیا ہے
ہمشبیہِ شہ لولاک کو غیض آیا ہے

www.emarsiya.com

۴۵
صبح سے ظلم پہ ظلم کر رہا تھا لشکرِ شام — اب مگر معرکہ ہے سخت بپا ہے کہرام
ایک سے ایک یہ کہتا ہے نہ لو جنگ کا نام — کام کچھ دیر میں سب کا ہوا جاتا ہے تمام
دم میں ہمشکل نبیؐ آتے ہیں تم جاتے ہو
جانِ احمد کو ستانے کا مزا پاتے ہو

۴۶
بھائیوں رعب کا آمد میں اثر دیکھتے ہو — ڈر سے ہیں لرزہ براندام شجر دیکھتے ہو
خوف سے شب ہوئی جاتی ہے سحر دیکھتے ہو — گو صدف میں ہے یہ غلطاں گہر دیکھتے ہو
چرخ پر طالبِ امداد زمیں جاتی ہے
دھوپ بھی گرد کے دامن میں چھپی جاتی ہے

۴۷
چھپتا پھرتا ہے درختوں میں یہ سائے کا ہے حال — کیا مجال آئے کسی قلب سے باہر جو خیال
ہوا مائل بہ زوال ایسا ہوا مہر نڈھال — ڈر جو یہ ہے سُمِ توسن سے نہ کر دیں پامال
رنگ مٹی ہوا ہے دم پہ بنی جاتی ہے
آپ ادھر آتے ہیں اُس سمت زمیں جاتی ہے

۴۸
ہیبت آمدِ اکبرؑ سے ہے دنیا خاموش — دم بخود صور ہوا دیکھا شجاعت کا وہ جوش
یہ رکا دم کہ سرافیل کے باقی نہیں ہوش — علمِ معبود میں ہے فتنۂ محشر روپوش
تن سے روحیں بھی نکلتیں نہیں دقت یہ ہے
اب نہ آئے گی قیامت بھی قیامت یہ ہے

۴۹
گو کہ گھٹنوں سے زمینوں کو دبائے ہیں پہاڑ — ڈالا ہے زلزلے نے نظمِ زمانہ میں بگاڑ
ڈر فرشتوں کو ہے بستی نہ فلک کی ہو اجاڑ — ڈھونڈی ہے رحمتِ معبود کے دامن کی آڑ
ہر پری قاف میں اب خوف سے سودائی ہے
حوروں نے بھاگ کے جنّت میں اماں پائی ہے

www.emarsiya.com

اہلِ لشکر کا کوئی حال کرے کیا تحریر پاؤں کو راکبوں کے بن گئے مرکب زنجیر
﴿۵۰﴾
یہ پیادوں کا ہے عالم کہ بنے ہیں تصویر سانس بھی آمد و شد بھولی بنی سینوں میں تیر
موت روپوش جو ہے اور بھی غم کھاتے ہیں
رن میں ڈر سے ملک الموت نہیں آتے ہیں

کہہ رہے ہیں یہ خبردار لرزتے ہیں بدن سب کے سب مرنے پہ تیار ہیں پہنیں ہیں کفن
﴿۵۱﴾
آتا ہے شیرِ گرسنہ اک اڑاتا توسن یاد آئینگے علیؑ آج پڑیگا وہ رن
ایک ہی حملہ میں لشکر کی صفائی ہوگی
آج کی جنگ بھی خیبر کی لڑائی ہوگی

سارے لشکر میں تلاطم ہوا سُن کر یہ کلام نہ کسی قلب میں امید کا باقی رہا نام
﴿۵۲﴾
ایک سے ایک یہ کہتا تھا ہے اب کام تمام کہ سرِ فوج پہ آپہونچا غضب میں ضرغام
حسرتیں زیست کی میدان ہی میں چھوٹ گئیں
بھاگے یوں لوگ کہ لشکر کی صفیں ٹوٹ گئیں

لے کے انگڑائی پکارا انہیں پھر یوں ذی ہوش کیوں بنِ سعدِ ستمگار کہاں ہے رُوپوش
﴿۵۳﴾
میری جانب سے کہے کوئی او اسلام فروش تو ہے خیمہ میں نہاں ہم کو لڑائی کا ہے جوش
تجھ سے دو ہاتھ چلیں یہ بھی تمنائی ہے
خود بخود میان سے تلوار نکل آئی ہے

ہم تو سنتے تھے کہ لشکر میں جیالے ہیں بہت فوجیں ہیں پیدلوں کی اور رسالے ہیں بہت
﴿۵۴﴾
تیغ زن سیکڑوں ہیں برچھیوں والے ہیں بہت دیکھا تو سر کو گریبانوں میں ڈالے ہیں بہت
حیف کی جا ہے کہ خواہانِ وغا کوئی نہیں
اب کھلا فوج میں بودوں کے سوا کوئی نہیں

www.emarsiya.com

﴿۵۵﴾
مردِ میداں کوئی لاکھوں میں نہیں وااسفا — یہ سمجھتے تو نہ آتے کبھی ہم بہرِ وغا
سچ ہے ایمان سے ہوتی ہے شجاعت پیدا — تھا بنِ سعد اِسی فوج پہ اتنا غرّا
معرکے مارتے ہیں نام بھی کر جاتے ہیں
موت کو زیست جو سمجھے ہیں وہ مر جاتے ہیں

﴿۵۶﴾
جو تھے ذی فہم گئی اُن کی بہت دور نظر — اہلِ لشکر نے سنے جب یہ کلامِ اکبرؑ
دور سے بزدلوں نے سیکڑوں ناوک کیے سر — جل کے تیار ہوئے جنگ پہ وہ بداختر
جب کئی لاکھ جواں جنگ پہ تیّار بڑھے
آپ بھی ہنستے ہوئے کھینچ کے تلوار بڑھے

﴿۵۷﴾
سبز جوہر ہیں کہاں تک نہ ہو دھانی تلوار — دستِ اکبرؑ میں ہے آفت کی نشانی تلوار
لے رہی ہے اثرِ زورِ جوانی تلوار — جنگ میں کر رہی ہے خون کو پانی تلوار
جان دے مفت جسے دیکھنا ہو کاٹ اِس کا
یہ بڑھا بحرِ جہنم سے مِلا گھاٹ اِس کا

﴿۵۸﴾
جان کے ابروئے محبوب مرے خم دیکھا — عشق بازوں نے مزاج اِس کا جو برہم دیکھا
جھک کے نبضوں کو ٹٹولا کبھی گہہ دم دیکھا — دشت میں بسملوں کا اپنے جو عالم دیکھا
خفگی کا جو یہ کرتی ہوئی اظہار چلی
روحیں بھی کہتی ہوئی نکلیں کہ تلوار چلی

﴿۵۹﴾
اہلِ باطل کو دکھاتی ہے شریعت کے اصول — تیغ سے لے رہا ہے کام جو ہمشکلِ رسولؐ
سب کریں طاعتِ اولادِ پیمبرؐ کو قبول — خم ہے اکبرؑ کی طرف جس سے یہ مطلب ہے حصول
صاف کہتی ہے صفا کوئی جو منکر ہوگا
اک طمانچے میں سرِ نار وہ کافر ہوگا

www.emarsiya.com

یہ وہ لیلیٰ ہے کہ دیوانہ ہزاروں کو کیا
جوہر اِس کے بڑھے تسخیر ستاروں کو کیا ﴿۶۰﴾
موت کے ناقوں پہ اسوار سواروں کو کیا
تیز ظالم نے پیادوں پہ اِشاروں کو کیا
مثلِ مجنوں وہ لعیں زیست سے بیزار ہوئے
خود گلے دھار پہ رکھ دینے پہ تیار ہوئے

قابلِ دید ہے میداں میں روانی اِس کی
دستِ ہمشکلِ نبیؐ اور جوانی اِس کی ﴿۶۱﴾
داغ ہے ہر دلِ دشمن پہ نشانی اِس کی
کوچۂ زخم میں ہرسو ہے کہانی ہے اِس کی
قصّہ پُر درد کچھ ایسا ہے کہ سر دھنتے ہیں
جانیں دیدے کے جو شوقین ہیں وہ سنتے ہیں

چمک اِس کی دلِ اعداء کو خبر دیتی ہے
چونکو آواز تمہیں نارِ سقر دیتی ہے ﴿۶۲﴾
کاٹ لیتی ہے گلے زادِ سفر دیتی ہے
دردسب جسموں کو اور روحوں کو پر دیتی ہے
جانیں اعداء کی ہیں ممنونِ عنایت اِس کی
راہ دوزخ کی بتاتی ہے اعانت اِس کی

اس کے جوہر کی ثناخواں ہوئیں ذاتیں لاکھوں
گوکہ کمسن ہے مگر کاٹ دیں راتیں لاکھوں ﴿۶۳﴾
رکھتی ہے ایک زباں اور ہیں باتیں لاکھوں
ملک الموت سے بھی کرتی ہے گھاتیں لاکھوں
ایک اک آن میں لاشوں سے گڑھے پاٹے ہیں
خود وہ کہتے ہیں کہ اِس نے مرے پر کاٹے ہیں

خوب اُبھرے ہیں تو کرتے ہیں اشارہ جوہر
بڑھ کے حیوان سے ہے گر وصف نہ رکھتا ہو بشر ﴿۶۴﴾
کبھی پتھر میں بھی پنہاں نظر آتے ہیں شرر
روشنی جس میں نہ ہو قبر سے بدتر ہے وہ گھر
سنگِ اسود کی ثنا آج ہر اک لب پر ہے
دیکھئے قابل تعظیم ہے گو پتھر ہے

www.emarsiya.com

ہے وہ چلتی ہوئی دیکھے اسے کوئی دمِ جنگ ﴿۶۵﴾ کاٹیں ڈھالوں کی شبیں اور نہ سوئی دمِ جنگ
جھک کے ہر کشتیٔ تن خوں میں ڈبوئی دمِ جنگ خون کے آنسوؤں سے فوج جو روئی دمِ جنگ
آ گیا رحم دیا بڑھ کے سہارا اِس نے
بحرِ ہستی سے اُسے پار اُتارا اِس نے

آتشِ غیض دمِ جنگ جو آمیز ہوئی ﴿۶۶﴾ لڑ پڑی تیغوں سے اعداء پہ شرر ریز ہوئی
منھ سے گُل جھڑنے لگے اور دل آویز ہوئی ملک الموت کو گھبرا دیا یہ تیز ہوئی
یہ تو ممکن نہیں ہو حکمِ خدا سے آگے
ہر جگہ پر نظر آتی ہے قضا سے آگے

محو تھے جنگ میں ہمشکلِ نبی جو ہوا شور ﴿۶۷﴾ الاماں پہونچی ہے اب فوجِ ستم تا لب گور
آپ ہیں فخرِ سلیماں کے یہ ہے لشکرِ مور روکئے ہاتھ ترس کھائیے دکھلا چکے زور
بھاگ جانا بھی ہے دشوار قدم رُکتا ہے
آپ جب کھینچتے ہیں تیغ کو دم رُکتا ہے

لمحہ بھر کے لئے بس روک لیں شمشیر حضور ﴿۶۸﴾ ایک سے ایک لڑے ہے یہی بہتر دستور
دشمنِ حق کو ہے حضرت سے لڑائی منظور موت آئی ہے ستمگر کی ہوا ہے مغرور
لوہے میں غرق جو ہے کبر سے بل کھاتا ہے
چڑھ چُکا گھوڑے پہ وہ دیکھئے وہ آتا ہے

سُنکے یہ روک لی جانباز نے برّاں شمشیر ﴿۶۹﴾ بیٹھے تھے سامنے کرسی پہ امامِ دلگیر
دیکھ کے دور سے ہونے لگی حالت تغیر تکتی تھیں خیمہ سے لیلیٰ رخِ پاکِ شبیرؑ
ہو کے بیتاب پکاریں کہ خدارا بولو
خیریت سے تو ہے اکبرؑ مرا پیارا بولو

کیا کوئی زخم لگا جسم پہ یا شاہِ زماں　گر پڑا گھوڑے سے یا کھا کے مرا لال سناں
دھوپ میں پیاس سے جاتی رہی یا تاب وتواں　دے گیا داغِ جدائی مجھے یا میرا جواں　﴿۷۰﴾
متغیّر ہوا کیوں آپ کا چہرا آقا
دم گھٹا جاتا ہے تشویش سے میرا آقا

شہؑ نے ارشاد کیا ہے ابھی تک فضلِ خدا　خیریت سے ہے وہ ہمشکلِ رسولِ دوسرا
ہاں مگر آتا ہے اک دیو سیہ بہرِ وغا　وہ ہے سیراب مرا نورِ نظر ہے پیاسا　﴿۷۱﴾
تجربہ کار و جہاں دیدہ و نام آور ہے
لشکرِ شام میں ہم مرتبۂ عنتر ہے

نوجواں بھی مرا فرزند ہے پیاسا بھی ہے آہ　بھوکا دو روز سے ہے حال نہ کیونکر ہو تباہ
دھوپ میں دیر سے لڑتا ہے میانِ جنگاہ　ایک تنہا نے ہزاروں سے لڑائی ہے نگاہ　﴿۷۲﴾
کاش کچھ پانی ہی مل جائے کہ دل ٹھنڈا ہو
ہے یقیں ضعف کے بڑھ جانے سے سر پھرتا ہو

جاؤ خیمہ میں نہ تاخیر کرو اے لیلیٰ　ایسے ہنگام میں مقبول ہے مادر کی دعا
کھول دو بال گریبان کرو کرتے کا وا　ہاتھ اٹھا کر یہ کرو عرض کہ اے ربِّ علیؑ　﴿۷۳﴾
فتح اِس مرحبِ شامی پہ بعجلت دیدے
میرے دلبر کو یداللہ کی طاقت دیدے

مضطرب آئیں اِدھر خیمہ کے اندر لیلیٰ　اور اُدھر جنگ کے میداں میں لعیں آ پہنچا
پاس آکر علی اکبرؑ سے ہوا یوں گویا　رستمِ وقت ہوں میں فوج میں ہے نام بڑا　﴿۷۴﴾
کہا اکبرؑ نے تکبّر کا مزا پاتا ہے
اوندھے منھ نارِ جہنم میں ابھی جاتا ہے

www.emarsiya.com

سُنکے یہ طیش میں آیا وہ ستمگار شقی
مثلِ دیوانوں کے شمشیرِ ستم میاں سے لی
آتشِ غیض سے جلتا تھا وہ ناریٔ دنی ﴿۷۵﴾
اک چکاچوندہ سی ہونے لگی بجلی چمکی
وہ جو گھبرایا تو آواز یہ دی لشکر نے
میان سے کھینچی ہے تلوار علی اکبرؑ نے

ساقیا جنگ چھڑا چاہتی ہے دیر نہ کر
مئے وہ دے پی کے جسے لڑتے تھے شاہِ خیبر
جس کی قوّت سے نہ سر بر ہوئے مرحب، عنتر ﴿۷۶﴾
مئے کہنہ ہو وہی اور نیا ہو ساغر
کہتے ہیں جامِ شہادت جسے پیمانہ بنے
آج تو دھار پہ تلوار کی میخانہ بنے

جس کے ہر قطرہ سے پیدا ہو شجاعت وہ شراب
جس سے کثرت میں نظر آتی ہے وحدت وہ شراب
جو بناتی ہے طلبگارِ شہادت وہ شراب ﴿۷۷﴾
جس سے ہوتی ہے سوا صبر کی طاقت وہ شراب
جس کے جانباز طلبگار ہوں دم دیدے کے
دہانِ زخم پئیں جس کو مزا لے لے کے

آبِ شمشیر کو شربت جو بنائے وہ شراب
بادہ کش پی کے جسے خوں میں نہائے وہ شراب
نہریں جو ہمت و جرأت کی بہائے وہ شراب ﴿۷۸﴾
بے نیازی جو سپاہی کو سکھائے وہ شراب
بَن کے پیمانہ مِلے مرتبہ عالی دل کو
خوفِ معبود سے بھر دے مرے خالی دل کو

ساقیا ہوں جو سپاہی تو ہے خواہاں دلِ زار
وہ پیوں مئے جو شجاعوں کے گلے کا ہے ہار
آج ڈھالوں کی گھٹاؤں میں اٹھیں تیغیں ہزار ﴿۷۹﴾
نہر بادہ بنے تلوار کی چلتی ہوئی دھار
اس قدر نشہ بڑھے خوں میں نہاؤں ساقی
زخموں کو جامِ مئے عشق بناؤں ساقی

www.emarsiya.com

ساقیا گو ہے مئے عشق تری خلق میں عام — وہ بھی پیتے ہیں نہیں ہیں جو شریکِ اسلام
﴿۸۰﴾
تجھ سے موسوم جو میکش ہیں سُن اُنکا انجام — صادق اُن لوگوں پہ معصوم کا آتا ہے کلام

کہہ گئے دل میں نفاق اُنکے سراسر ہوگا
دینِ اسلام فقط اُنکی زباں پر ہوگا

آج کل تو یہی عالم مجھے آتا ہے نظر — بادۂ عشق ترا پینے کا دعویٰ ہے مگر
﴿۸۱﴾
زندگی ہو رہی ہے زر کی محبّت میں بسر — اُن کا مذہب ہے فقط درہم و روپیہ ڈالر

گو ترے مئے کشوں میں شہرۂ آفاق بھی ہیں
پر ترے دشمنوں سے عہد بھی میثاق بھی ہیں

وقت آتا ہے زر اگر کوئی وحشت انگیز — امراءِ زر کیلئے کرتے ہیں اِس مئے سے گریز
﴿۸۲﴾
ہے سیاست کے سبب سے حکماء کو پرہیز — جُہلا کرتے ہیں اِس میں مئے دنیا آمیز

کیسے بے حِس ہوئے ہیں مکّے مدینے والے
زہر کھا لینگے مئے عشق کے پینے والے

ساقیا بزمِ جہاں درہم و برہم ہوئی ہے — بے حسی بڑھکے ہر اک شخص کی ہمدم ہوئی ہے
﴿۸۳﴾
آج کل روشنی اسلام کی جو کم ہوئی ہے — حالتِ قوم یہ ہے قابلِ ماتم ہوئی ہے

بھیج اُسے جلد نہاں پردہ میں جو ساقی ہے
نام ہی نام بس ایمان کا اب باقی ہے

ساقیا کیا ہے یہی دین یہی ہے ایماں — کھد گئی فاطمہؑ کی قبر نہ دی ہم نے جاں
﴿۸۴﴾
جس نے اولاد کو اپنی کیا ہم پر قرباں — تو اگر چاہے تو ہوجائے یہ مشکل آساں

بادۂ عشق کا اک جام پلا دے ساقی
قومِ مردہ کو کسی طرح جِلا دے ساقی

www.emarsiya.com

مئے وہ دے جس سے ہو پہلی سی اخوّت پیدا　　از سرِ نو کرے جو جرأت و ہمت پیدا
بزدلی دور ہو ہو جائے شجاعت پیدا　　﴿۸۵﴾　جس کی کثرت سے ہو آئینۂ وحدت پیدا
کچھ بجز معرفت و عشق و محبّت نہ رہے
دل میں لالچ نہ رہے خوفِ حکومت نہ رہے

کربلا والوں سے لیں سب سبقِ میخواری　　صرف کافی نہیں یہ نالہ و آہ و زاری
ڈوبیں یوں عشق میں ہوں خون کی نہریں جاری　　﴿۸۶﴾　سمجھیں اک ساغرِ مئے کھائیں جو زخمِ کاری
منھ پھرے مئے سے نہ عباسؑ دلاور کی طرح
پیاس میں مرنے پہ تیّار رہوں اکبرؑ کی طرح

ساقیا رن میں ہے پوتا ترا گرمِ پیکار　　اب مناسب ہے کہ میں اپنی بدل دوں رفتار
طرزِ مئے پینے کی خود دیکھ کے سیکھیں میخوار　　﴿۸۷﴾　لکّھوں میں حالِ وغا نشہ سے ہو کے سرشار
تیغ اُدھر خون میں، مئے میں مرا دل غرق رہے
بادہ کش اور مجاہد میں نہ کچھ فرق رہے

ختم ابھی حضرتِ لیلیٰ کی ہوئی تھی نہ دعا　　سر کو ظالم کے کیا اکبرؑ مہرو نے جدا
تشنگی جو غلبہ کر رہی تھی حد سے سوا　　﴿۸۸﴾　آ کے مظلوم پدر سے یہ بصد درد کہا
اب خزاں ہونے کو ہے نخلِ جوانی بابا
پھونکے دیتی ہے مجھے تشنہ دہانی بابا

سر جھکا کر کیا ارشاد کہ اے تشنہ دہاں　　آؤ سینہ سے لگا لوں دو مرے منہ میں زباں
دیتے ہی منھ سے زبان کھینچ لی بولا وہ جواں　　﴿۸۹﴾　مجھ سے بھی آپ سوا پیاسے ہیں یا شاہِ زماں
بولے شہ ساتھ اب اک صبر کا لشکر لے لو
جاؤ اب کی لڑو یوں پیاس میں کوثر لے لو

www.emarsiya.com

آئے جنگاہ میں اکبرؑ جو سنا حکمِ امام ﴿۹۰﴾ یہ اشارہ تھا زراد یکھ لیں سب خاص و عام
آزمائش کا اطاعت کا یہی ہے ہنگام جان یوں دیتے ہیں جب مٹتا ہو دینِ اسلام
فتح مظلوم، یوں ہی ظالموں پر پاتے ہیں
کام بنتا ہے جب اِس طرح سے مِٹ جاتے ہیں

دی صدا فوج کو پیاسے کی لڑائی دیکھو ﴿۹۱﴾ عالم ضعف میں ہاتھوں کی صفائی دیکھو
سچ کہو جنگ مری تم کو بھی بھائی دیکھو تنِ ظالم سے سر و تن کی جدائی دیکھو
تیغِ حیدرؑ تھی امامت کی نہ یہ طاقت تھی
یہ مری تشنہ دہانی کی فقط قوّت تھی

کارِ اسلام میں تکلیف ہے راحت بخدا ﴿۹۲﴾ ضعف خود بڑھ کے بڑھا دیتا ہے قوت بخدا
روح کو کرتی ہے خوش زخموں کی کثرت بخدا ہم کو ذرّہ بھی نہیں خواہشِ جنّت بخدا
سختیاں جھیل کے ایماں کی بقا چاہتے ہیں
ہم فقط پالنے والے کے رضا چاہتے ہیں

ہم سے سب دین کی بگڑی کا بنانا سیکھیں ﴿۹۳﴾ صبر سے خون کے دریا میں نہانا سیکھیں
بھوک میں سینہ پہ یوں برچھیاں کھانا سیکھیں مردہ ہو قوم تو یوں مر کے جلانا سیکھیں
اس طرح صبر کے میدان کو لے لیتے ہیں
ڈوبتی کشتئ اسلام کو یوں کھیتے ہیں

محوِ تبلیغ تھے میدان میں ہمشکلِ رسولؐ ﴿۹۴﴾ کہ پئے قتل بڑھا لشکرِ کفّار و جہول
آپ کو بس کہ تھا منظور شہادت کا حصول اب کی ایجاد کیا طرفہ لڑائی کا اُصول
جان کے امّتِ جد، طرح دیئے جاتے ہیں
رَد فقط دشمنوں کے وار کیئے جاتے ہیں

www.emarsiya.com

(۹۵)

اب ذرا بھی نہیں ہے لشکرِ غدار کو ڈر — ہے یقیں ہاتھ اٹھائیں گے نہ ہم پر اکبرؑ
پہلواں حملہ کناں بڑھ رہے ہیں تن تن کر — کوئی تلوار لگاتا ہے تو کوئی خنجر
ہائے دو چار کے حملے ہوں تو صفدر روکے
سیکڑوں چل رہے ہوں وار تو کیونکر روکے

(۹۶)

اسی ہنگامہ میں پاس آگیا اک دشمنِ جاں — نیزہ مارا کہ در آئی دلِ اکبرؑ میں سناں
بھائیو میری زباں کو نہیں اب تابِ بیاں — طرفہ عنوان سے دی نیزہ کو ظالم نے تکاں
جھک گئے آپ وہ تکلیف ہوئی سینہ میں
رہ گئی ٹوٹ کے برچھی کی انی سینہ میں

(۹۷)

اس قدر خون بہا گھوڑے پہ سنبھلا نہ گیا — وقتِ امداد ہے دے کر شہِ والا کو صدا
گر پڑے خاک پہ ہمشکلِ رسولِ دوسرا — ہائے وہ گرم زمیں اور وہ زخمی پیاسا
کروٹیں لینے لگے کچھ عجب ایذا گذری
مومنو دل میں تصوّر تو کرو کیا گذری

(۹۸)

سُن کے بیٹے کی صدا اٹھے شہ ربتہ شناس — غم کی تصویر تھے چھایا ہوا تھا دل پہ ہراس
ٹھوکریں کھا کے بڑھی جاتی تھی یادِ عباسؑ — جلد بڑھتے تھے کہ تھے دل میں ہزاروں وسواس
آنکھیں بے نور جو تھیں راہ نہ چل سکتے تھے
کبھی اسواروں کو گھوڑوں کو کبھی تکتے تھے

(۹۹)

دلِ بیتاب پہ گو چھائے ہیں اندوہ کے ابر — وقتِ رخصت کیا تھا بیٹے سے جو وعدۂ صبر
کسی انسان سے ممکن نہیں یوں کرتے ہیں جبر — اب یہ عالم کی فضا شاہ کو ہے تنگیٔ قبر
سانس کی آمد و شد جان لئے لیتی ہے
زندگی زہرِ حلاحل کا مزا دیتی ہے

www.emarsiya.com

﴾۱۰۰﴿
آنکھ میں اشک نہیں دل ہوا جاتا ہے لہو — لب ہیں خاموش پریشان ہوئے ہیں گیسو
لا رہی ہے جو ہوا نورِ نظر کی خوشبو — دل یہ کہتا ہے ہوا جاتا ہوں اب بے قابو
تشنگی بڑھتی ہے گرم اشک پیئے جانے سے
شہ کا دم گھٹ رہا ہے صبر کئے جانے سے

﴾۱۰۱﴿
ٹھوکریں کھاتے یوں ہی پہنچے جو نزدیکِ پسر — دیکھا وہ حال کہ سو ٹکڑے ہوا غم سے جگر
گو کہ بیہوش ہے پر دھنتا ہے سر نورِ نظر — تیغ کے قبضہ پہ اک ہاتھ ہے اک ہے دل پر
دمبدم غش میں بھی بل ابروں پر آتا ہے
سانس جب لیتا ہے سب جسم تڑپ جاتا ہے

﴾۱۰۲﴿
لیکے سر گود میں دی شاہ نے جھک کے یہ صدا — کچھ کہو تو مری جاں کرتے ہو کس پر غصہ
باپ قربان کہو وجہ تڑپنے کی ہے کیا — دل پہ کیوں ہاتھ ہے بتلاؤ مرے ماہ لقا
فخر جرأت پہ ہے اس وقت کی خاموشی بھی
سبق آموز ہے عالم کو یہ بیہوشی بھی

﴾۱۰۳﴿
غش میں ہے اکبرؑ مہرو سا وہ شہؑ کا گلفام — جب سُنے اکبرؑ جانباز نے حضرتؑ کے کلام
کھول کر آنکھ کیا جلد اشارے سے سلام — کیا آہستہ سے یہ عرض کہ اے کُل کے امام
درد وہ دل میں ہے حلکان کئے دیتا ہے
سینہ میں برچھی کا پھل جان لئے لیتا ہے

﴾۱۰۴﴿
سُن کے یہ قلبِ حسینؑ ابن علیؑ ہو گیا خوں — دھوئیں اڑنے لگے رخ سے یہ بڑھا سوزِ دروں
کہی تکبیر دیا شاہ نے یوں دل کو سکوں — اس جگہ اور کوئی ہوتا تو ہو جاتا جُنوں
شکرِ معبود کیا آپ نے اللہ رے صبر
کھینچ لی بیٹے کے سینہ سے سناں واہ رے صبر

www.emarsiya.com

نکلی ہمراہِ سناں دل سے لہو کی اک دھار ـــ لیکے دو ہچکیاں بس ہو گیا بیجاں دیندار
کوششیں کر رہے تھے صبر کی شاہِ ابرار ـــ کہ گریں میتِ دلبند پہ زینبؑ اک بار ﴿۱۰۵﴾
غم نے بیتاب کیا با دِلِ مضطر آئیں
ہوش جاتے رہے مقتل میں کھُلے سر آئیں

غمِ فرزندِ جواں بھول گیا عاشقِ رب ـــ کیا ارشاد یہ کیا قہر کیا اے زینبؑ
چاہئے صبر تمہیں گو ہیں بہت رنج و تعب ـــ جلد خیمے میں پلٹ جاؤ خدا کے لئے اب ﴿۱۰۶﴾
مجھ سے بڑھ کے کوئی گو جبر نہیں کر سکتا
تم ہو بے پردہ تو میں صبر نہیں کر سکتا

کہہ کے یہ ڈال دی جلدی سرِ زینبؑ پہ ردا ـــ لائے سمجھاتے ہوئے خیمہ میں سُلطانِ ہدیٰ
کیوں فلک، جس کا کریں شاہِ امم یوں پردہ ـــ بلوۂ عام میں سر اُس کا کھُلے وا اسفا ﴿۱۰۷﴾
داخلہ اُس کا ہو بے دینوں کے درباروں میں
بے ردا آہ وہ تشہیر ہو بازاروں میں

تو نے گوہر کبھی اِس بات پہ بھی غور کیا ـــ جس کے اِس طرح سے کوشاں ہوں شہِ ہر دوسرا
جس کی فرما گیا تاکید وہ محبوبِ خدا ـــ اہلِ اسلام کی نظروں سے گرے وہ پردہ ﴿۱۰۸﴾
سچے دینداروں کی راحت گئی آرام گیا
حیف کفّار کی تقلید میں اسلام گیا

www.emarsiya.com